ایک مجلس کی

تین طلاق

کا

شرعی حکم

ابو عبد الرحمن محمد رفیق طاہر
مدرس جامعہ محمدیہ ملتان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

گزشتہ دنوں ایک صاحب جامعہ دار الحدیث محمدیہ ملتان تشریف لائے اور انہوں نے ایک مجلس کی تین طلاق کے بارہ میں فتوی طلب کیا۔ ہم نے انہیں مختصر افتوی تحریر کر کے دیا کہ یہ ایک ہی طلاق ہے اور آپ اپنی اہلیہ سے دوران عدت رجوع کر سکتے ہیں۔

لیکن کچھ ناعاقبت اندیش لوگ جو انکے رشتہ دار تھے اسی مسئلہ کو لے کر جامعہ اسلامیہ خیر المعاد قلعہ کہنہ قاسم باغ ملتان کے مفتی صاحب محمد ہاشم قادری کے پاس چلے گئے اور ساتھ ہی ہمارا دیا ہوا فتوی بھی لے گئے اور ان سے جواب طلب کیا کہ کسی طرح ہمیں" حلالہ شریف "کا موقع مل جائے!

اس پر مفتی صاحب ہمارا دیا ہوا فتوی پڑھ کر خوب جوش میں آئے اور انہوں نے آٹھ صفحات ایک مجلس کی تین طلاقوں کو تین ثابت کرنے کے لیے سیاہ کر دیے اور وجد میں آکر فرمانے لگے:

" وہابی مولوی کا تین طلاقوں کو ایک قرار دینا خلاف شرع ہے۔ یہ فتوی نہیں فتنہ ہے اگر بغیر تحلیل شرعی کے بیوی سے صلح کی تو حرام ہو گا اور صحبت خالص زنا شمار ہو گی۔ اور صلح کروانے والے تمام حضرات اس گناہ میں برابر کے شریک ہونگے۔"

اب ظاہر ہے کہ مفتی صاحب کے پاس ایک شکار آیا ہوا تھا کہ شاید یہ حلالہ مبارکہ میری قسمت میں ہی آجائے۔ تو انہوں نے عالم وجد میں صحیح مسلم کی (کتاب الطلاق باب طلاق الثلاث ح ۱٤٧٢) روایت کو معلل اور شاذ اور استدلال سے خارج دیتے ہوئے فرمایا:

" غیر مقلد کی پیش کر دہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما والی روایت چونکہ قرآن مجید، احادیث صحیحہ اور آثار صحابہ کی صراحت کے خلاف ہے اس لیے یہ روایت شاذ، معلل اور استدلال سے خارج ہے۔"

اسی طرح مسند احمد کی سیدنا رکانہ بن عبد یزید رضی اللہ عنہ والی روایت کے بارہ میں فرمایا:

" اسی طرح غیر مقلد مولوی کا حضرت رکانہ رضی اللہ عنہ والی روایت سے ایک مجلس میں دی گئی تین طلاقوں کو ایک قرار دینے کا استدلال کرنا بھی درست نہیں۔ حضرت رکانہ رضی اللہ عنہ والی روایت کی سند میں بعض راوی مجہول ہیں....."

اور اسی طرح راقم کو "بے علم مفتی" ،"نام نہاد اہل حدیث مولوی" ، " بے علم" ، " بد مذہب" ، "فتنہ انگیز" جیسے قیمتی القابات سے بھی نوازا۔

ہم نے بحمد اللہ تعالی مفت کے مفتی کہ جن کے متعلق کسی نے خوب کہا ہے:

بریلی کے فتووں کا سستا ہے بھاؤ　　　کوڑی میں ملتے ہیں تین تین
خدا نے یہ کہہ کر انہیں ڈھیل دی　　　واملی لھم ان کیدی متین

کے دلائل کا محاکمہ اور انکے دجل و مکر و فریب کی نقاب کشائی چند سطور میں کر دی ہے۔ اور ہم موصوف کو جوابا کسی لقب کے ساتھ نوازنے سے قاصر رہے ہیں کیونکہ ہم اس معاملہ میں کافی بخیل واقع ہوئے ہیں البتہ کچھ محنت شاقہ سے ہم نے موصوف میں پائی جانے والی صفات عالیہ پر کچھ دلائل کی طرف اشارہ ضرور کیا ہے۔ کہ کہیں موصوف ہمیں القابات دینے میں زیادہ بخیل نہ سمجھ لیں۔

امید ہے کہ ہمارے ممدوح کو ہماری معروضات پڑھ کر کافی تسلی ہو گی اور رخ قرطاس پر بکھرے ہمارے الفاظ انکے دل میں مرتے دم تک ہمارا کوئی نہ کوئی مقام ضرور بنائیں گے۔ اور ہمیں اسی کی چاہت ہے کہ کسی نے کہا تھا

ع.......... عاشق ہے تو دل معشوق میں گھر میں پیدا کر

راقم

ابو عبد الرحمن محمد رفیق طاہر

مدرس جامعہ دار الحدیث محمدیہ ملتان

إِنَّمَا شِفَاءُ الْعِيِّ السُّؤَالُ (الحديث)

DAR-UL-IFTA

JAMIA DAR-UL-HADEES MUHAMMADIA (REG.)

Aam Khas Bagh, Daulat Gate, Multan.
Pakistan. Phone: 061-4546998

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ (القرآن)

دارالافتاء

جامعہ دارالحدیث محمدیہ (رجسٹرڈ)

عام خاص باغ دولت گیٹ ملتان، پاکستان
ہاتف: 061-4546998

رقم ___1___ عنوان ______ تاریخ ______ 27-12-2011 مرفقات ______

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کے بارہ میں کہ ایک شخص نے اپنی اہلیہ کو یکشت تین طلاقیں دے دیں۔اس صورت میں شریعت اسلامیہ کیا کہتی ہے؟ کیا وہ اب رجوع کرسکتا ہے؟ یہ تین طلاقیں ہوا قع ہوگئی ہیں یا صرف ایک ہی ہے؟ محمد رضوان [illegible] چوک شاہ عباس ملتان

الجواب بعون الوهاب ومنه الصدق والصواب وإليه المرجع والمآب

اللہ رب العالمین نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے: **الطلاق مرتان** :(البقرۃ:229) طلاق دو مرتبہ ہے۔لغت عربی میں لفظ مرۃ کا معنی دفعۃ بعد دفعۃ ہے۔یعنی ایک کام کو کرنے کے بعد وقفہ کر کے پھر اس کام کو دوبارہ سرانجام دینا۔اور **الطلاق مرتان** میں لفظ مرتان استعمال ہوا ہے جو کہ مرۃ کی تثنیہ ہے جس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ طلاق دو مرتبہ وقفہ وقفہ کے ساتھ ہے جس کے بعد مرد کو رجوع کا حق حاصل ہے۔ پھر اگر تیسری دفعہ طلاق دیدے تو عورت اس مرد پر حرام ہو جائے گی۔ ہاں ایک صورت ہے کہ اس عورت کا نکاح کسی دوسرے شخص کے ساتھ معروف طریقے سے ہو جائے پھر آپس کی ناچاکی کیوجہ سے وہ دوسرا مرد بھی اس کو طلاق دے دیتا ہے یا وہ فوت ہو جاتا ہے تو یہ عورت عدت گزارنے کے بعد پہلے خاوند سے نکاح کروا سکتی ہے ۔(البقرۃ:230)

مگر بعض لوگوں نے آجکل حلالہ کا طریقہ رائج کر رکھا ہے کہ ایک مرد کے ساتھ عورت کا نکاح مدت مقررہ تک کے لیے کر دیا جاتا ہے پھر وہ اس مدت کے پورا ہونے کے بعد عورت کو طلاق دے دیتا ہے اور پھر پہلا خاوند اس سے دوبارہ نکاح کر لیتا ہے۔ یہ قطعاً جائز نہیں ہے بلکہ رسول اللہ ﷺ نے لعنت فرمائی ہے:(**لعن الله المُحَلِّل والمُحَلَّل له**) حلالہ کرنے والے اور جس کے لیے حلالہ کیا جائے ان دونوں اللہ کی لعنت ہو۔(أبو داود کتاب النکاح باب فی التحلیل(2076))،ترمذی أبواب النکاح باب ماجاء فی المحلِ والمحلل له(1119)))

احناف کی فقہی اصطلاح پر لکھی گئی کتاب القاموس الفقھی کے صفحہ 100 پر مُحَلِّل (حلالہ کرنیوالا) کی یہ تعریف درج ہے: **المُحَلِّلُ:هو المتزوج ثلاثا لتحل للزوج الأوّل وفی الحدیث الشریف لعن الله المحلِّل والمحلّل له**

(ترجمہ) محلِّل سے مراد وہ آدمی ہے جو تین دفعہ طلاق شدہ عورت سے شادی کرتا ہے تاکہ اس عورت کو پہلے خاوند کے لیے حلال کر دے اور حدیث شریف میں آتا ہے کہ اللہ حلالہ کرنے والے پر اور جس کے لیے حلالہ کیا جاتا ہے دونوں پر لعنت کرے۔لہٰذا حلالہ کا مروجہ طریقہ کار بالکل حرام ہے۔

اگر بیک وقت دی گئی تین طلاقوں کو نافذ کر دیا جائے تو دو طلاقوں کے درمیانی وقفہ میں مرد کے لیے سوچ بیچار کی جو مہلت تھی وہ ختم ہو جائے گی۔

امام الأنبیاء جناب محمد مصطفیٰ ﷺ ایک مجلس کی تین طلاقوں کو ایک ہی شمار کرتے تھے جیسا کہ اس حدیث سے واضح ہے: (**طلق رکانة بن عبد یزید أخو المطلب امرأته ثلاثا فی مجلس واحد فحزن علیها حزنا شدیدًا فسأله رسول الله** ﷺ **کیف طلقتها قال طلقتها ثلاثا فقال فی مجلس واحد قال نعم قال فإنما تلک واحدة فارجعها إن شئت قال فرجعها**) رکانہ بن عبد یزید جو کہ مطلب کے بھائی ہیں انہوں نے

فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ (القرآن)
دارالافتاء
جامعہ دارالحدیث محمدیہ (رجسٹرڈ)
عام خاص باغ دولت گیٹ ملتان. پاکستان
ہاتف: 061-4546998

اِنَّمَا شِفَاءُ الْعِیِّ السُّؤَالُ (الحدیث)
DAR-UL-IFTA
JAMIA DAR-UL-HADEES MUHAMMADIA (REG.)
Aam Khas Bagh, Daulat Gate, Multan.
Pakistan. Phone: 061-4546998

رقم ____ عنوان ____ تاریخ ____ مرفقات ____

طلاقیں دی ہیں آپ ﷺ نے پوچھا ایک ہی مجلس میں؟ اس نے کہا جی ہاں آپ ﷺ نے فرمایا بیشک یہ تو صرف ایک ہی ہے اگر تو چاہتا ہے تو رجوع کر لے (راوی حدیث حضرت عبداللہ بن عباسؓ) فرماتے ہیں انہوں نے رجوع کر لیا (مسند أحمد ومن مسند بنی هاشم مسند عبد الله بن عباس 2383 ,أبوداود كتاب الطلاق باب في البتة 2208)،(2206)

ایک مجلس کی تین طلاق کو ایک شمار کرنا رسول اللہ ﷺ، ابوبکرؓ، اور عمر فاروقؓ کی خلافت کے ابتدائی دو سالوں تک چلتا رہا پھر جناب عمرؓ نے ایک مجلس کی تین طلاقوں پر تین کا حکم لگا دیا تھا جیسا کہ عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ: (كان الطلاق على عهد رسول الله ﷺ وأبي بكرؓ وسنتين من خلافت عمرؓ طلاق الثلاث واحدة فقال عمر بن الخطابؓ إن الناس قد استعجلوا في أمر كانت لهم فيه أناة فلو أمضيناه عليهم فأمضاه عليهم (مسلم كتاب الطلاق باب طلاق الثلاث (1472))

رسول اللہ ﷺ، ابوبکرؓ اور عمر فاروقؓ کی خلافت کے ابتدائی دو سالوں میں اکٹھی تین طلاقوں کو ایک ہی شمار کیا جاتا تھا پھر سیدنا عمر بن خطابؓ نے فرمایا جس کام میں لوگوں کے لیے سوچ بچار کا موقع تھا اس میں انہوں نے جلدی شروع کر دی ہے تو ہم ان پر تینوں ہی لازم کر دیتے ہیں لہذا انہوں نے تینوں ہی لازم کر دیں۔

یاد رہے کہ سیدنا عمر فاروقؓ کا یہ فیصلہ سیاسی اور تہدیدی تھا جیسا کہ فقہ حنفی کی مشہور کتاب حاشية الطحطاوي على الدر المختار 6/511، جامع الرموز 1/506، مجمع الأنهر شرح ملتقى الأبحر میں بھی لکھا ہے کہ: اسلام کے ابتدائی دور سے لیکر عمرؓ دور خلافت تک جب اکٹھی تین طلاقیں بھیجی جاتیں تو ان پر ایک طلاق کا حکم لگایا جاتا پھر جب یہ عادت لوگوں میں زیادہ ہوگئی تو پھر تہدیدی طور پر تین طلاقوں کا حکم لگا دیا گیا۔

فقہ حنفی کی محولہ کتب کی اس صراحت سے یہ بات ظاہر ہوگئی ہے کہ سیدنا عمرؓ کا فیصلہ سیاسی اور تہدیدی تھا۔ جبکہ رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ شرعی اور حتمی ہے۔ لہذا ایک مجلس کی تین طلاقیں ایک ہی طلاق کا حکم رکھتی ہیں جسکے بعد خاوند کو رجوع کرنے کا حق حاصل ہے۔

طلاق کی عدت تین حیض ہے اللہ رب العالمین نے فرمایا ہے:

والمطلقات يتربصن بأنفسهن ثلاثة قروء (البقرة ۱۲۹) اور طلاق یافتہ عورتیں تین حیض تک انتظار کریں۔

صورت مسؤلہ میں ایک طلاق رجعی واقع ہوئی ہے اور دوران عدت اس شخص کو رجوع کر کے اپنا گھر بسانے کی شرعی طور پر رخصت واجازت ہے۔

هذا ما عندي والله تعالى أعلم وعلمه أكمل وأتم ورد العلم إليه أسلم والشكر والدعا لمن نبه وأرشد وقوم

شیخ الحدیث حافظ عبدالحی عابد جامعہ دارالحدیث محمدیہ ملتان

27-12-2021

جامعہ دارالحدیث محمدیہ دارالافتاء عام خاص باغ ملتان

طلاق ثلاثہ کے بارے اہم فتویٰ

کیا فرماتے ہیں علماء کرام و مفتیانِ دین اس مسئلہ کے بارے میں

ایک سنی حنفی مسلمان نے اپنی بیوی کو ایک مجلس میں تین طلاقیں دے دیں ہیں ایک اہل حدیث مولوی نے فتوی دیا ہے کہ تین طلاقیں ایک ہوتی ہیں لہذا آپ رجوع کر سکتے ہیں اس کا فتوئ آپ کی خدمت میں حاضر ہے۔ قرآن و حدیث کی روشنی میں ہمیں مدلل جواب دیں کہ واقعی ہم رجوع کر سکتے ہیں یا نہیں؟

سائل:

تاریخ:

حوالہ نمبر:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب بهداية الحق و الصواب

صورت مسؤلہ میں تین طلاقیں علیحدہ علیحدہ دی جائیں یا اکٹھی، ایک یا متفرق مجالس میں ہوں واقع ہوجاتی ہیں۔ جس کے بارے قرآن و حدیث میں ادلہ موجود ہیں اور علماء سلف وخلف اور چاروں امام مذکورہ مسئلہ پر متفق ہیں۔ لہذا شوہر کی طرف سے دی جانے والی تینوں طلاقیں واقع ہوچکی ہیں اوراس کی بیوی اس کے لئے حرام ہوچکی ہے۔ تحلیل شرعی کے بغیر بیوی حلال نہیں ہوسکتی۔ قرآن مجید میں ہے **فان طلقها فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجاً غيره.** (البقرہ آیت ۲۳۰) ترجمہ: ''اور اگر شوہر نے تیسری طلاق دے دی تو بیوی اس کے لئے حلال نہیں جب تک وہ اس کے علاوہ شوہر سے نکاح نہ کرے''۔

وہابی مولوی کا تین طلاقوں کو ایک قرار دینا خلاف شرع ہے۔ یہ فتوی نہیں فتنہ ہے اگر بغیر تحلیل شرعی کے بیوی سے صلح کی تو حرام ہوگا اور صحبت خالص زنا شمار ہوگی۔ اور صلح کروانے والے تمام حضرات اس گناہ میں برابر کے شریک ہونگے۔ قرآن مجید میں ہے **ولا تعاونوا على الاثم والعدوان واتقوا الله ان الله شديد العقاب۔** (المآئدۃ آیت ۲)۔ ترجمہ: ''گناہ اور سرکشی پر ایک دوسرے کی مدد نہ کرو اور اللہ سے ڈرو بے شک اللہ سخت سزا دینے والا ہے''۔

☆ اب وہابی مولوی کے دلائل کا مدلل جواب عرض کیا جاتا ہے۔

غیر مقلد نام نہاد اہل حدیث مولوی کا حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ والی روایت (جس میں یہ کہا گیا ہے کہ عہد

رسالت ﷺ اور عہد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میں تین طلاقیں ایک قرار دی جاتی تھی) سے استدلال کر کے تین طلاقوں کو ایک قرار دینا درست نہیں قرآن مجید میں ہے **الطلاق مرتٰنِ فامساک بمعروف اوتسریح باحسان.** (البقرہ آیت ۲۲۹) صریح لفظ طلاق کے ساتھ ایک یا دو طلاقیں دی جائیں تو یہ رجعی طلاق ہے۔قرآن مجید کی مذکورہ بالا آیت میں اسی کو بیان کیا گیا ہے۔ترجمہ''دوبار طلاق دینے کے بعد یا تو دستور کے مطابق روک لینا ہے یا اس کو حسنِ سلوک کے ساتھ چھوڑ دینا ہے۔صاحبِ تفسیر جلالین نے اس کو ان الفاظ کے ساتھ ذکر کیا ہے۔**الطلاق ای التطلیق الذی یراجع بعدہ مرتٰنِ ای اثنتانِ فامساک ای فعلیکم امساکھن بعدہ بان تراجعوھن بمعروف من غیر ضرار اوتسریح ارسال لھن باحسان.** (تفسیر جلالین صفحہ ۳۴)''طلاق یعنی جس طلاق کے بعد رجوع کیا جا سکتا ہے صرف دو مرتبہ ہے پھر اس کے بعد تم پر لازم ہے کہ ان کو روک لو بایں طور کہ ان سے معروف طریقے سے بغیر تکلیف دینے کے رجوع کرلو یا ان کو احسان کے ساتھ چھوڑ دو''۔لہذا اس سے معلوم ہوا کہ طلاق رجعی صرف دوبار ہے تیسری طلاق کے بعد رجوع نہیں۔رجعی طلاق کو بیان کرنے کے بعد قرآن مجید نے تیسری طلاق کو ان الفاظ کے ساتھ بیان کیا ہے۔

فان طلقھا فلاتحل لہ من بعد حتی تنکح زوجا غیرہ ۔(البقرہ آیت ۲۳۰) ترجمہ''اور اگر اس کو (تیسری) طلاق دے دی تو وہ (بیوی) اس کے لیے حلال نہیں جب تک وہ اس کے علاوہ کسی اور شوہر سے نکاح نہ کرے''۔تفسیر جلالین میں اس کو بھی مزید وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔**فان طلقھا الزوج بعد الثنتین فلا تحل لہ من بعد بعد الطلقة الثالثہ حتی تنکح تتزوج زوجا غیرہ ویطأ ھا کما فی الحدیث رواہ الشیخان** ۔ (تفسیر جلالین صفحہ ۳۵ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)''اور اگر شوہر نے دو کے بعد تیسری طلاق دے دی تو بیوی اس تیسری طلاق کے بعد اس کے لیے حلال نہیں جب تک وہ اس کے علاوہ زوج سے نکاح صحیح اور وہ نکاح کے بعد مباشرت نہ کرے جیسا کہ صحیحین کی حدیث میں ہے۔''اس سے واضح معلوم ہو گیا کہ طلاق رجعی صرف دوبار ہے اگر شوہر نے دو طلاقوں کے بعد تیسری طلاق بھی دے دی یا تینوں طلاقیں اکٹھی دے دیں تو اس کی بیوی اس پر حرام ہو گئی۔ حلالہ شرعی کے بغیر رجوع کی کوئی گنجائش باقی نہ رہی یہ آیت اپنے اطلاق کے اعتبار سے اس صورت کو بھی شامل ہے کہ اسی مجلس میں تیسری طلاق دے دی یا دوسری مجلس میں یا تین اکٹھی طلاقیں دے دیں۔لہذا آیت کے سیاق سے ثابت ہوا کہ ایک مجلس میں دی گئی تین طلاقیں، تین ہی ہوتی ہیں۔ایک نہیں ہوتی۔

غیر مقلد کی پیش کردہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ والی روایت جس طرح مذکورہ بالا قرآن مجید کی آیات کے خلاف ہے اسی طرح یہ روایت احادیث صحیحہ کے خلاف بھی ہے۔

(1) صحیح بخاری وصحیح مسلم کی متفق علیہ حدیث ہے جس کو صحاح ستہ کے دیگر مؤلفین نے بھی روایت کیا ہے کہ حضرت عویمر رضی اللہ عنہ نے ایک مجلس میں تین طلاقیں دیں اور رسول اللہ ﷺ نے ان تین طلاقوں کو نافذ کر دیا۔ جس کے الفاظ یہ ہیں۔ فطلقها ثلاث تطليقات عند رسول الله ﷺ فانفذه رسول الله ﷺ. (سنن ابوداؤد جلد ا صفحہ ۳۰۶ مطبوعہ مطبع مجتبائی لاہور)

(2) حدیث شریف ہے اخبر رسول الله ﷺ عن رجل طلق امرأته ثلث تطليقات جميعاً فقام غضبانا ثم قال ايلعب بكتاب الله وانا بين اظهركم حتى قام رجل وقال يا رسول الله (ﷺ) الا اقتله ؟ (سنن نسائی جلد ۲ صفحہ ۹۹ مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان) حضرت محمود بن لبید رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو یہ خبر دی گئی کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو بیک وقت تین طلاقیں دے دیں ہیں آپ ﷺ غصہ سے کھڑے ہو گئے اور فرمایا ''میرے سامنے اللہ کی کتاب کو کھیل بنایا جا رہا ہے؟ حتیٰ کہ ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا: یا رسول اللہ ﷺ! کیا میں اس کو قتل نہ کر دوں؟'' لہٰذا معلوم ہوا اگر بیک وقت دی گئی تین طلاقوں کے نافذ ہونے کا عہد رسالت ﷺ میں معمول نہ ہوتا بلکہ تین طلاقوں سے ایک طلاق مراد لینے کا معمول ہوتا (جیسا کہ غیر مقلدین کہتے ہیں) تو رسول اللہ ﷺ اس قدر ناراض ہو کر ہرگز کھڑے نہ ہوتے بلکہ فرمادیتے کہ بیک وقت دی گئی تین طلاقیں ایک طلاق ہوتی ہے۔ جبکہ رسول اللہ ﷺ نے ایسا ہرگز ہرگز نہیں فرمایا بلکہ اس پر سخت غصے کا اظہار فرماتے ہوئے کھڑے ہو گئے اور اسے کتاب اللہ کے ساتھ کھیل سے تعبیر فرما کر واضح کر دیا کہ بیک وقت ایک مجلس میں دی گئی تین طلاقیں، تین ہی ہوتی ہیں ایک طلاق نہیں ہوتی۔

(3) متفق علیہ حدیث ہے بخاری شریف کے الفاظ یہ ہیں۔ عن نافع كان ابن عمر رضى الله عنهما اذا سئل عمن طلق ثلاثا قال لو طلقت مرة او مرتين فان النبى ﷺ امرنى بهذا فان طلقها ثلاثا حرمت حتى تنكح زوجا غيره (بخاری شریف صفحہ ۹۲۷ حدیث نمبر ۲۴۱۶ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی) ترجمہ: نافع سے مروی ہے'' کہ حضرت (عبداللہ) ابن عمر رضی اللہ عنہما سے جب تین طلاقیں دینے والے کے بارے میں سوال کیا جاتا تو فرماتے کاش کہ تو ایک یا دو طلاقیں دیتا اس لیے کہ نبی ﷺ نے مجھے اس (یعنی ایک طلاق دینے کے بعد رجوع) کا حکم دیا پس اگر اپنی عورت کو تین طلاقیں دے دے تو وہ حرام ہو گئی یہاں تک کہ وہ اس کے علاوہ کسی اور شوہر سے نکاح کرے''۔ صحیح مسلم میں اس حدیث کو ان الفاظ سے ذکر کیا گیا ہے۔ وان كنت طلقتها ثلاثا فقد حرمت عليك حتى تنكح زوجا غيرك وعصيت الله فيما امرك من طلاق امرأتك . (صحیح مسلم جلد ا صفحہ ۴۷۶ حدیث نمبر ۳۵۴۸ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی) ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ

عنھما نے (تین طلاقیں دینے والے شخص کو مخاطب کر کے) فرمایا ''کہ اگر تو نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں ہیں تو بیوی تم پر حرام ہوگئی حتی کہ وہ تمھارے علاوہ کسی اور شوہر سے نکاح کرے اور اللہ تعالیٰ نے تمہیں طلاق دینے کا جو طریقہ بتایا تھا تم نے اس طرح کر کے اس کی نافرمانی کی ہے''۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنھما کا یہ فرمانا صرف اس لیے تھا کہ ایک یا دو رجعی طلاقوں کے بعد تو رجوع کر سکتے ہیں۔لیکن اگر کوئی اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دے تو تین کے بعد رجوع نہیں کیونکہ وہ اس پر حرام ہوگئی۔لہٰذا اگر تین طلاقیں ایک ہوتی تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنھما اس کی ضرور وضاحت فرماتے جبکہ آپ نے صراحت فرمادی کہ تین طلاقوں کے بعد بیوی اس پر حرام ہوگئی اب رجوع نہیں ہوسکتا۔

(4) حضرت امام ابوعبداللہ مؤلف ابن ماجہ نے طلاقِ ثلاثہ کے بارے باقاعدہ باب باندھ کر حدیث ذکر کی ہے۔ فرماتے ہیں۔**باب من طلق ثلاثا فی مجلس واحد** اس کے تحت حدیث ذکر کی ہے۔**عن عامر الشعبی قال قلت لفاطمة بنت قیس حدثنی عن طلاقک قالت طلقنی زوجی ثلاثا وھو خارج الی الیمن فاجاز ذلک رسول اللہ** ﷺ (سنن ابن ماجہ صفحہ ۱۴۷ مطبوعہ کراچی) حضرت عامر شعبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت فاطمہ بن قیس نے اپنی طلاق کے بارے میں مجھے بتایا،''اس نے کہا کہ مجھے میرے شوہر نے تین طلاقیں اس وقت دیں تھیں جب وہ یمن کو روانہ ہورہے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے ان (تین طلاقوں) کو نافذ کر دیا''اس حدیث سے بھی یہ واضح ہوگیا کہ ایک مجلس میں دی گئی تین طلاقیں، تین ہی ہوتی ہیں ایک طلاق نہیں ہوتی۔

غیر مقلد کی پیش کردہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنھما والی روایت چونکہ قرآن مجید، احادیث صحیحہ اور آثارِ صحابہ کی صراحت کے خلاف ہے اس لیے یہ روایت شاذ، معلل اور استدلال سے خارج ہے۔نیز یہ یاد رہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنھما خود اس روایت کے خلاف فتویٰ دیتے تھے کہ ایک مجلس میں دی گئی تین طلاقیں واقع ہوجاتی ہیں اس کے متعلق حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنھما سے یہ تصور نہیں کیا جاسکتا کہ وہ نبی کریم ﷺ سے ایک چیز روایت کریں اور خود اس کے خلاف فتویٰ دیں لہٰذا یہ روایت شاذ ہے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنھما کی طرف اس روایت کو منسوب کرنے میں راوی مسمیٰ طاؤس کو وہم ہوا ہے لہٰذا یہ روایت طاؤس راوی کے وہم پر محمول کی جائے گی اور صحیح نہیں ہے۔(فتح الباری شرح بخاری جلد ۹ صفحہ ۳۶۳ مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور، سنن کبریٰ ۳۳۷ مطبوعہ نشر السنۃ ملتان) غیر مقلدین کے مشہور عالم قاضی شوکانی نے بھی اس روایت کے شاذ ہونے کا اعتراف کیا ہے۔قاضی شوکانی اپنی کتاب نیل الاوطار میں لکھتے ہیں کہ امام احمد بن حنبل نے فرمایا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے تمام شاگردوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے طاؤس کے برخلاف روایت کیا ہے۔(نیل الاوطار جلد ۸ صفحہ ۲۴ مطبوعہ مکتبہ الکلیات الازہریہ قاہرہ ۱۳۹۸ھ بحوالہ شرح مسلم'' علامہ غلام رسول سعیدی جلد ۳ صفحہ

۱۰۲۷)

اسی طرح غیر مقلد مولوی کا حضرت رکانہ رضی اللہ عنہ والی روایت (جس میں یہ کہا گیا ہے کہ حضرت رکانہ رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی کو ایک مجلس میں تین طلاقیں دے دیں تو آپ ﷺ نے فرمایا اے رکانہ یہ ایک طلاق واقع ہوئی ہے اگر تو رجوع کرنا چاہتا ہے تو رجوع کر لے تو حضرت رکانہ رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی سے رجوع کر لیا) سے ایک مجلس میں دی گئی تین طلاقوں کو ایک قرار دینے کا استدلال کرنا بھی درست نہیں۔ حضرت رکانہ رضی اللہ عنہ والی روایت کی سند میں بعض راوی مجہول ہیں جس کا اعتراف غیر مقلدین کے بہت بڑے عالم شیخ ابن حزم نے بھی کیا ہے۔ ابن حزم اس روایت کے بارے لکھتے ہیں۔ **هذا لایصح لانه عن غیر مسمی من بنی ابی رفع ولا حجة فی مجهول** ۔ (المحلی جلد۱۰ صفحہ ۱۶۸ مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیر یہ ۱۳۵۲ھ بحوالہ شرح صحیح مسلم" علامہ غلام رسول سعیدی" جلد۳ صفحہ ۱۰۳۳) ترجمہ:۔" یہ حدیث صحیح نہیں کیونکہ ابو رافع کی اولاد میں سے جس شخص سے یہ روایت ہے اس کا نام نہیں لیا گیا اور مجہول راوی کی روایت دلیل نہیں ہو سکتی"۔

بعض حضرات نے اس روایت کے بارے کہا ہے کہ یہ روایت غیر مدخول بہا عورت کے بارے ہے اس لیے کہ شرعی **مسئلہ** ہے۔

اگر کوئی شوہر اپنی غیر مدخول بہا (نکاح کے بعد جس سے مباشرت نہ کی گئی ہو) بیوی کو الگ الگ الفاظ سے تین طلاقیں دے" وہ کہے کہ میں نے تجھے طلاق دی، میں نے تجھے طلاق دی، میں نے تجھے طلاق دی" تو اس کی بیوی صرف پہلی طلاق سے بائنہ ہو گئی اور اس کا نکاح ٹوٹ گیا اس کے بعد اگر وہ اس سے رجوع کرنا چاہے تو شرعاً کر سکتا ہے اس نے جب دوسری طلاق کے الفاظ کہے تو اس وقت نکاح ٹوٹ چکا تھا بیوی طلاق کا محل نہیں تھی لہذا دوسری اور تیسری طلاق واقع نہیں ہوئی۔ حضرت رکانہ رضی اللہ عنہ والی روایت کو مذکورہ مسئلہ کے مطابق محمول کرنا زیادہ درست ہے

غیر مقلد مولوی کی پیش کردہ دونوں دلیلوں کا ہم نے مفصل جواب دے دیا ہے۔ اس کے پاس کوئی ایک صحیح قوی دلیل بھی نہیں ہے جس سے وہ ایک مجلس میں دی گئی تین طلاقوں کو ایک ثابت کر سکے۔

ائمہ اربعہ اور قدیم وجدید جمہور علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ایک مجلس میں دی گئی تین طلاقیں، تین ہی ہوتی ہیں۔ چنانچہ یحیٰی بن شرف شافعی متوفی ٦٧٦ھ لکھتے ہیں کہ حضرت امام شافعی، امام مالک، امام احمد، امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہم اور قدیم وجدید جمہور علماء کے نزدیک بیک وقت دی گئی تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں۔ (شرح صحیح مسلم للنووی جلد۱ صفحہ ٤٧٦ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی)

آخر میں چند آثارِ صحابہ اور اقوالِ تابعین نقل کر رہا ہوں تاکہ اس حلال وحرام کے مسئلہ میں عوام الناس کے

شکوک وشبہات دور ہو جائیں۔ اور وہ غیر مقلدین کے فتوٰی پر اعتماد کر کے زندگی بھر زنا کے ارتکاب اور آخرت کے عذاب سے بچ سکیں لیکن اس کے باوجود جو بھی مسلمان ان کے غلط فتوٰی کے مطابق تین طلاقوں کے بعد بیوی سے ازدواجی تعلقات قائم رکھے وہ سن لے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان بطش ربک لشدید. (البروج آیت ۱۲) ترجمہ:۔'' بے شک آپ کے رب کی پکڑ بہت سخت ہے''۔

☆ حضرت سالم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا جس شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دی، وہ واقع ہو جائیں گی اور اس شخص نے اپنے رب کی نافرمانی کی (المصنف 'عبد الرزاق' جلد ۶ صفحہ ۳۹۵ مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت)

(5) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس کوئی ایسا شخص لایا جاتا جس نے اپنی بیوی کو ایک مجلس میں تین طلاقیں دی ہوں تو آپ رضی اللہ عنہ اس کو مارتے اور انکے درمیان جدائی کر دیتے تھے۔ (المصنف 'امام عبد اللہ بن محمد' جلد ۵ صفحہ ۱۱ مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی)

(6) حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو ۱۰۰ طلاقیں دے دی ہیں آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تین طلاقوں نے اس کی بیوی کو اس پر حرام کر دیا اور ۹۷ طلاقیں زائد ہیں۔ (المصنف جلد ۵ صفحہ ۱۳۔ ۱۴ مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی)

(7) حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو ۱۰۰ طلاقیں دے دیں؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تین طلاقوں سے اس کی بیوی حرام ہو گئی اور باقی ۹۷ طلاقیں حد سے تجاوز ہیں۔ (المصنف جلد ۵ صفحہ ۱۲ مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی)

(8) حضرت ابن عباس، حضرت ابو ہریرہ اور ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہم تینوں یہ فتوٰی دیتے تھے کہ جس شخص نے مقاربت سے پہلے اپنی بیوی کو (اکٹھی) تین طلاقیں دے دیں تو اس کی بیوی اس کے لیے اس وقت تک حلال نہیں جب تک وہ دوسرے شوہر سے نکاح نہ کر لے (المصنف جلد ۵ صفحہ ۲۳ مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ قرآن مجید، احادیثِ صحیحہ کی صراحت، جلیل قدر فقہا کرام اور ائمہ اربعہ رضی اللہ عنہم کے فتاوی اور تصریحات سے یہ واضح ہو گیا کہ ایک مجلس میں دی گئی تین طلاقیں، تین ہی ہوتی ہیں، ایک نہیں ہوتی۔ جن کی اتباع میں رسول اللہ ﷺ سے لیکر آج تک جمہور امت عمل کرتی آ رہی ہے۔ بعض لوگ ہٹ دھرمی سے کام لیتے ہوئے تین طلاقوں کو ایک قرار دے کر ثبوت میں حضرت طاؤس رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ والی روایتیں لکھ دیتے ہیں جس سے عام مسلمان شکوک وشبہات میں مبتلاء ہو کر در بدر پھرتے ہیں اور بعض تو ان کے غلط فتوٰی پر اعتماد کر

کے ساری زندگی حرام کاری کا ارتکاب کرتے ہیں جس کے گناہ میں نہ صرف فریقین بلکہ وہ بے علم مفتی بھی برابر کا شریک ہے جس نے اپنی رائے سے قرآن وحدیث کا غلط معنی بیان کر کے زوجین کو زنا کا آسان راستہ فراہم کیا۔ اسے معلوم ہونا چاہیے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ''من قال فی القرآن برایه فاصاب فقد اخطاء (کنز العمال جلد۲ صفحہ ۱۶ حدیث نمبر۲۹۵۷ مطبوعہ موسۃ الرسالہ بیروت) ترجمہ: ''جس نے قرآن کے معنی اپنی رائے سے بیان کیے اگر وہ ٹھیک کہے (تب بھی) بلاشبہ اس نے غلطی کی'' اس طرح آپ ﷺ نے فرمایا من افتی بغیر علم لعنته ملائکة السماء والارض ۔ (کنز العمال جلد۱۰ صفحہ ۱۱۱) بے علم مفتی سے مسئلہ پوچھنے والے کے بارے حدیث ہے من افتی بغیر علم کان اثمه علی من افتاه. (مشکوۃ شریف صفحہ ۳۶ حدیث نمبر۲۲۴) ترجمہ: ''جو بے علم فتوی دے اس کا گناہ پوچھنے والے پر ہے'' اس حدیث کے بارے حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں ''کہ بے علم کے فتوی دینے سے پوچھنے والا بھی اس لیے گناہ گار ہوگا کہ وہی اس کے فتوی دینے کا سبب بنا'' لہذا سائل پر لازم ہے کہ ہرگز ایسے لوگوں سے فتوی نہ پوچھے جن کے بارے حدیث نبوی ﷺ ہے صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا'' آخری زمانہ میں ایک گروہ فریب دینے اور جھوٹ بولنے والوں کا ہوگا وہ تمھارے سامنے ایسی باتیں لائیں گے جن کو نہ تم نے اور نہ تمہارے باپ دادا نے کبھی سنا ہوگا۔ تو ایسے لوگوں سے دور بھاگو اور انہیں اپنے سے دور رہو۔ تاکہ وہ تمہیں گمراہ نہ کر دیں اور تمہیں فتنہ میں نہ ڈال دیں'' ۔ (صحیح مسلم جلد۱ صفحہ۱۰ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی، مشکوۃ شریف صفحہ ۲۹ مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ لاہور) حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یعنی ایک ایسی جماعت پیدا ہوگی جو فریب اور مکاری سے علماء ومشائخ اور صلحا بن کر اپنے کو مسلمانوں کا خیر خواہ اور مصلح ظاہر کرے گی تاکہ وہ اپنی جھوٹی باتیں پھیلائے اور لوگوں کو اپنے باطل عقیدوں اور فاسد خیالوں کی طرف راغب کرے۔ (اشعۃ اللمعات جلد۱ صفحہ ۱۳۳ بحوالہ علم اور علماء صفحہ نمبر۱۰۶ ادارہ اشاعت العلوم لاہور) اس لیے اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ عوام پر یہ لازم ہے کہ علمائے معتمدین مفتیانِ مستندین کے فتوی پر عمل کریں نہ یہ کہ ہر کس وناکس سے پوچھ کر۔ (فتاوی رضویہ جلد ۲۵ صفحہ ۲۴۴ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

قرآن مجید نے ''الطلاق مرتٰن'' فرمایا ہے یعنی طلاق رجعی دو بار ہے جس کا مقصود یہ ہے کہ ایک یا دو رجعی طلاقیں دینے کے بعد عدت کے اندر بغیر نکاح کے اور عدت کے بعد تجدید نکاح کے ساتھ شوہر کو رجوع کرنے کا حق حاصل ہے ان دو رجعی طلاقوں کے بعد فان طلقها فلا تحل له ۔ (البقرہ ۲۳۰) اگر شوہر نے تیسری طلاق دے دی (خواہ اسی مجلس میں یا کسی اور مجلس میں یا ابتداء میں ہی تین اکٹھی طلاقیں دے دیں تو اس کی بیوی اس پر حرام ہوگئی'' الغرض جس

شخص نے بھی اپنی (مدخول بہا) بیوی کو تین طلاقیں خواہ علیحدہ علیحدہ الفاظ (میں نے تجھے طلاق دی، میں نے تجھے طلاق دی، میں نے تجھے طلاق دی) یا ایک ہی لفظ (میں نے تجھے تین طلاقیں دیں) سے طلاق دی تو بیوی اس پر حرام ہو گئی۔ اسی طرح جس شخص نے اپنی غیر مدخول بہا بیوی کو ایک ہی لفظ (میں نے تجھے تین طلاقیں دیں) سے تین طلاقیں دے دیں تو اس کی بیوی بھی حرام ہو گئی یہ طلاق ثلاثہ خواہ کسی کے کہنے پر، مذاق میں، سنجیدگی میں ایک مجلس میں یا علیحدہ علیحدہ مجلس میں دی گئی ہو واقع ہو گئی رجوع کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں ہے۔ لہذا کسی بھی فرد (خواہ وہ یونین کونسل کا ناظم، ممبر، بے علم مفتی، بے علم پیر یا کوئی بھی پنچائتی شخص ہو) کو قرآن وحدیث کی روشنی میں شرعاً یہ اجازت نہیں کہ وہ اللہ کی حرام کردہ فلا تحل له (مطلقہ ثلاثہ بیوی) کو حلال کر کے صلح کرانے کی کوشش کرے۔ اللہ تعالیٰ ایسے بے علم، بدمذہب، فتنہ انگیز غیر مقلد مولوی کے شر سے تمام مسلمانوں کو محفوظ رکھے۔ آمین بجاہ النبی الکریم واللہ و رسولہ اعلم بالصواب

الفقیر محمد ھاشم القادری

دار الافتاء جامعہ اسلامیہ خیر المعاد قلعہ کہنہ

قاسم باغ ملتان

۴ - ۱ - ۲۰۱۲

(مہر: جامعہ اسلامیہ خیر المعاد (رجسٹرڈ) — دار الافتاء — نمبر ______ — ملتان)

بشکریہ دار الافتاء جامعہ نعیمیہ

اللہ رب العالمین نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایاہے:الطلاق مرتان :(البقرۃ:۲۲۹)طلاق دو مرتبہ ہے۔لغت عربي میں لفظ مرۃ کا معنی دفعۃ بعد دفعۃ ہے۔یعنی ایک کام کو کرنے کے بعد وقفہ کرکے پھر اس کام کو دوبارہ سرانجام دینا۔یہي مفہوم قرآن حکیم کي اس آیت سے بھي واضح ہوتا ہے:

یاأیھا الذین اٰمنوا لیستئذنکم الذین ملکت أیمانکم والذین لم یبلغوا الحلم منکم ثلث مرات من قبل صلاۃ الفجر وحین تضعون ثیابکم من الظھیرۃ ومن بعد صلاۃ العشاء ثلث عورات لکم ۔(النور :۸۵)

ترجمہ:اے اہل ایمان ! تمہارے غلام اور نابالغ بچے بھي تم سے تین دفعہ اجازت طلب کریں۔نماز فجر سے قبل اور جب تم ظہر کے وقت اپنا لباس اتارتے ہو اور نماز عشاء کے بعد۔ یہ تین اوقات تمہارے پردے کے ہیں۔

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالی نے لفظ مرات استعمال کیا ہے جو کہ مرۃ کی جمع ہے۔اور پھر اللہ تعالی نے خود ہی اس کي تفسیر بیان کرتے ہوئے تین مختلف اوقات بیان کیے ہیں جو کہ ایک دوسرے سے کافي دور ہیں۔اور الطلاق مرتان میں لفظ مرتان استعمال ہوا ہے جو کہ مرۃ کي تثنیہ ہے جس سے یہ بات واضح ہو جاتي ہے کہ طلاق دو مرتبہ وقفہ وقفہ کے ساتھ ہے جس کے بعد مرد کو رجوع کا حق حاصل ہے۔پھر اگر تیسري دفعہ طلاق دے دے تو عورت اس مرد پر حرام ہو جائے گي۔ہاں ایک صورت ہے کہ اس عورت کا نکاح کسي دوسرے شخص کے ساتھ معروف طریقے سے ہو جائے پھر آپس کي ناچاکي کیوجہ سے وہ دوسرا مرد بھي اس کو طلاق دے دیتا ہے یا وہ فوت ہو جاتا ہے تو یہ عورت عدت گزارنے کے بعد پہلے خاوند سے نکاح کرواسکتي ہے۔(البقرۃ:۲۳۰)

مگر بعض لوگوں نے آجکل حلالہ کا طریقہ رائج کررکھا ہے کہ ایک مرد کے ساتھ عورت کا نکاح مدت مقررہ تک کے لیے کر دیا جاتا ہے پھر وہ اس مدت کے پورا ہونے کے بعد عورت کو طلاق دے دیتا ہے اور پھر پہلا خاوند اس سے دوبارہ نکاح کر لیتا ہے۔یہ قطعاً جائز نہیں ہے بلکہ رسول اللہ ﷺ نے لعنت فرمائي ہے:[لعن اللہ المُحلِّل والمُحلّل لہ] حلالہ کرنے والے اور جس کے لیے حلالہ کیا جائے ان دونوں اللہ کي لعنت ہو۔[أبوداود كتاب النكاح باب في التحليل (۲۰۷۶) ترمذي أبواب النكاح باب ماجاء في المحل والمحلل له (۱۱۱۹)]

لغت حدیث کي معروف کتاب النهاية في غريب الأثر والحديث لابن الأثير۱/۴۳۱میں حلالہ کي تعریف یوں کي گئي ہے (ھو أن یطلق رجل امرأتہ ثلاثا فیتزوجھا رجل آخر علی شریطۃ أن یطلقھا بعد وطئھا لتحل لزوجھا الأول)وہ یہ ہے کہ کوئي شخص اپني بیوي کو تین طلاقیں دے دے تو اس عورت کے ساتھ دوسرا آدمي اس شرط پر نکاح کرے کہ وہ اس عورت سے جماع کرنے کے بعد اس کو طلاق دے دے گا تاکہ وہ عورت پہلے خاوند کے لے حلال ہو جائے۔

احناف کي **فقھي** اصطلاح پر لکھي گئي کتاب القاموس الفقهي کے صفحہ ۱۰۰ پر مُحَلِّل (حلالہ کرنے والا) کي یہ تعریف درج ہے:المُحَلِّلُ:هو المتزوج ثلاثا لتحل للزوج الأوّل وفي الحديث الشريف لعن الله المحلِّل والمحلّل له

(ترجمہ)محلِّل سے مراد وہ آدمي ہے جو تین دفعہ طلاق شدہ عورت سے شادي کرتا ہے تاکہ اس عورت کو پہلے خاوند کے لیے حلال کر دے اور حدیث شریف میں آتا ہے کہ اللہ حلالہ کرنے والے پر اور جس کے لیے حلالہ کیا جاتا ہے دونوں پر لعنت کرے۔

لہذا حلالہ کا مروجہ طریقہ کار بالکل حرام ہے۔

اگر یک وقت دي گئي تین طلاقوں کو نافذ کر دیا جائے تو دو طلاقوں کے درمیاني وقفہ میں مرد کے لیے سوچ بیچار کي جو مہلت تھي وہ ختم ہو جائے گي۔

امام الأنبیاء جناب محمد مصطفی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ایک مجلس کي تین طلاقوں کو ایک ہي شمار کرتے تھے جیسا کہ اس حدیث سے واضح ہے:(طلق ركانة بن عبد يزيد أخو المطلب امرأته ثلاثا في مجلس واحد فحزن عليها حزنا شديدًا فسأله رسول الله ﷺ كيف طلقتها قال طلقتها ثلاثا فقال في مجلس واحد قال نعم قال فإنما تلك واحدة فارجعها إن شئت قال فرجعها) رکانہ بن عبد یزید رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ جو کہ مطلب کے بھائي ہیں انہوں نے اپني بیوي کو ایک ہي مجلس میں تین طلاقیں دے دیں پھر اس پر شدید غمگین ہوئے تو رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے پوچھا تو نے کیسے طلاق دي تھي اس نے کہا میں نے تین طلاقیں دي ہیں آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پوچھا ایک ہي مجلس میں ؟ اس نے کہا جي ہاں آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا بے شک یہ تو صرف ایک ہي ہے اگر تو چاہتا ہے تو رجوع کر لے (راوي حدیث حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ) فرماتے ہیں انہوں نے رجوع کر لیا[مسند أحمد ومن مسند بني ہاشم مسند عبد الله بن عباس(٢٣٨٣)أبوداود كتاب الطلاق باب في البتة (٢٢٠٨ ٢٢٠٦)]

اس حدیث کے بارے میں حافظ ابن حجر ؒ فتح الباري شرح صحیح بخاري میں کتاب الطلاق باب من أجاز طلاق الثلاث کے تحت رقمطراز ہیں کہ:وہذا الحديث نص في المسئلة لايقبل التأويل الذي في غيره من الروايات

ترجمہ:اس حدیث نے مسئلہ کي ایسي وضاحت کي ہے کہ جس میں اس تاویل کي گنجائش باقي نہیں ہے جو کہ دوسري روایات میں کي جاتي ہے۔

ایک مجلس کي تین طلاق کو ایک شمار کرنا رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ابو بکر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اور عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کي خلافت کے ابتدائي دو سالوں تک چلتا رہا پھر جناب عمر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے ایک مجلس کي تین طلاقوں پر تین کا حکم لگا دیا تھا جیسا کہ عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے مروي ہے کہ:(كان الطلاق علي عهد رسول الله ﷺ وأبي بكر رضي الله عنه وسنتين من خلافة عمر رضي الله عنه طلاق الثلاث واحدة فقال عمر بن الخطاب رضي الله عنه إن الناس قد استعجلوا في أمر كانت لهم فيه أناة فلو أمضيناه عليهم فأمضاه عليهم [مسلم كتاب الطلاق باب طلاق الثلاث (١٤٧٢)]

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ابو بکر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اور عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کي خلافت کے ابتدائي دو سالوں میں اکٹھي تین طلاقوں کو ایک ہي شمار کیا جاتا تھا پھر سیدنا عمر بن خطاب رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے فرمایا جس کام میں لوگوں کے لیے سوچ بیچار کا موقع تھا اس میں انہوں نے جلدي شروع کر دي ہے تو ہم ان پر تینوں ہي لازم کر دیتے ہیں لہذا انہوں نے تینوں ہي لازم کر دیں۔

ياد رہے کہ سيدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا يہ فيصلہ سياسي اور تہديدي تھا جيسا کہ فقہ حنفي کي مشہور کتاب حاشية الطحطاوي علي الدر المختار ۶/۱۱۱ جامع الرموز ۱/۵۰۶ مجمع الأنهر شرح ملتقي الأبحر ميں بھي لکھا ہے کہ: واعلم أنّ في الصدر الأول إذا أرسل الثلاث جملة لم يحكم إلا بوقوع واحدة إلي زمن عمر رضي الله عنه ثم حكم بوقوع الثلاث لكثرته بين الناس تهديدًا

ترجمہ: اسلام کے ابتدائي دور سے ليکر عمر رضي اللہ عنہ دور خلافت تک جب اکٹھي تين طلاقيں بھيجي جاتيں تو ان پر ايک طلاق کا حکم لگايا جاتا پھر جب يہ عادت لوگوں ميں زيادہ ہو گئي تو پھر تہديدي طور پر تين طلاقوں کا حکم لگا ديا گيا۔

فقہ حنفي کي محولہ کتب کي اس صراحت سے يہ بات ظاہر ہو گئي ہے کہ سيدنا عمر رضي اللہ عنہ کا فيصلہ سياسي اور تہديدي تھا۔ جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فيصلہ شرعي اور حتمي ہے۔ لہذا ايک مجلس کي تين طلاقيں ايک ہي طلاق کا حکم رکھتي ہيں ۔ جسکے بعد خاوند کو رجوع کرنے کا حق حاصل ہے۔

اور اسی حق بات کو تسلیم کرتے ہوئے قدیم وجدید دور کے معتدل حنفی علماء نے فتوی بھی دیا ہے۔ جیسا کہ مدرسہ جامعہ حنفیہ قاسمیہ گلبرگ لاہور کے زیر نظر فتوی سے ظاہر ہے:


مدرسہ جامعہ حنفیہ قاسمیہ (رجسٹرڈ)
گلبرگ ۲ لاہور
[illegible]

(۳) یہ کسی نظریہ یا عقل کا فیصلہ نہیں، یہ فیصلہ تقدیر کا تھا مستقل وحدت
میں اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے جس کی موجودگی میں کسی کا فیصلہ قابل قبول نہیں ہے
اور نہ ہی کسی کو اتنی جرأت ہے کہ کوئی اس پر [illegible] عالم کے فیصلہ کو [illegible]
لگتا یا فیصلہ دینا گناہ کبیرہ ہے
فلا وربک لا یؤمنون حتی یحکموک فیما شجر بینہم (النساء)

یہ بالکل درست ہے کہ حضور پاک کے دور میں
اور حضرت صدیق اکبر کے دور میں ایک اور فاروق اعظم کے
دور میں دو سال تک یہی چلتا رہا ہے
مگر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ (۴)
نے سیاسۃً ایک مجلس میں تین طلاق کو تین تسلیم کر لیا تھا یہ وہ کیا سیاست تھی
جس میں تبدیلی کا امکان ہے چنانچہ اگر جلیل القدر صحابہ نے اس معاملہ میں
رجوع [illegible] ہے اور احادیث کتب میں بالکل موجود ہے
اگر صحابہ کے علاوہ [illegible] درست نہیں
کہ یہ لکھ کر دے کہ یہ فیصلہ حضور پاک نہیں ہے؟

اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہ ملکی نظریہ [illegible] درست [illegible]
ایسے
اور ایک ہی فعل کا ارتکاب کرنے میں [illegible]؟
جیسے حضور پاک نے واضح الفاظ میں لعنتی قرار دیا ہے اور [illegible]
بار بار [illegible] زنا کا ارتکاب کرتا ہے

Madrasa
Jamia Hanfia Kasmia (Regd.)
P Block - Gulberg 2 - LAHORE (Pakistan)

مدرسہ
جامعہ حنفیہ قاسمیہ (رجسٹرڈ)
P بلاک - گلبرگ 2 - لاہور (پاکستان)

تاریخ [illegible]

حوالہ نمبر [illegible]

محترم و مکرم جناب

[illegible] صاحب

[illegible]

[illegible]

مسئلہ میں فیصلہ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

لیکن محترم جناب محمد ہاشم القادری صاحب نے دجل و فریب سے کام لیتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی شریعت کو مسخ کرنے کی ناکام کوشش کی ہے۔ اب موصوف کی مکاریاں اور عیاریاں ملاحظہ فرمائیں۔ موصوف لکھتے ہیں:

(صفحہ نمبر 2)

رسالت ﷺ اور عہد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میں تین طلاقیں ایک قرار دی جاتی تھی) سے استدلال کر کے تین طلاقوں کو ایک قرار دینا درست نہیں قرآن مجید میں ہے **الطلاق مرتٰنِ فامساک بمعروف اوتسریح باحسان.** (البقرہ آیت ۲۲۹) صریح لفظ طلاق کے ساتھ ایک یا دو طلاقیں دی جائیں تو یہ رجعی طلاق ہے۔ قرآن مجید کی مذکورہ بالا آیت میں اسی کو بیان کیا گیا ہے۔ ترجمہ ''دو بار طلاق دینے کے بعد یا تو دستور کے مطابق روک لینا ہے یا اس کو حسنِ سلوک کے ساتھ چھوڑ دینا ہے۔ صاحبِ تفسیر جلالین نے اس کو ان الفاظ کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ **الطلاق ای التطلیق الذی یراجع بعده مرتٰن ای اثنتان فامساک ای فعلیکم امساکھن بعده بان تراجعوھن بمعروف من غیر ضرار اوتسریح ارسال لھن باحسان.** (تفسیر جلالین صفحہ ۳۴) ''طلاق یعنی جس طلاق کے بعد رجوع کیا جا سکتا ہے صرف دو مرتبہ ہے پھر اس کے بعد تم پر لازم ہے کہ ان کو روک لو بایں طور کہ ان سے معروف طریقے سے بغیر تکلیف دینے کے رجوع کرلو یا ان کو احسان کے ساتھ چھوڑ دو'' ۔ لہٰذا اس سے معلوم ہوا کہ طلاق رجعی صرف دو بار ہے تیسری طلاق کے بعد رجوع نہیں۔ رجعی طلاق کو بیان کرنے کے بعد قرآن مجید نے تیسری طلاق کو ان الفاظ کے ساتھ بیان کیا ہے۔

فان طلقھا فلاتحل له من بعد حتی تنکح زوجا غیره ۔ (البقرہ آیت ۲۳۰) ترجمہ ''اور اگر اس کو (تیسری) طلاق دے دی تو وہ (بیوی) اس کے لیے حلال نہیں جب تک وہ اس کے علاوہ کسی اور شوہر سے نکاح نہ کرے''۔ تفسیر جلالین میں اس کو بھی مزید وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ **فان طلقھا الزوج بعد الثنتین فلا تحل له من بعد بعد الطلقة الثالثه حتی تنکح تتزوج زوجا غیره ویطأ ھا کما فی الحدیث رواه الشیخان** ۔ (تفسیر جلالین صفحہ [illegible] مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی) ''اور اگر شوہر نے دو کے بعد تیسری طلاق دے دی تو وہ بیوی اس تیسری طلاق کے بعد اس کے لیے حلال نہیں جب تک وہ اس کے علاوہ زوج سے نکاح صحیح اور وہ نکاح کے بعد مباشرت نہ کرے جیسا کہ صحیحین کی حدیث میں ہے۔'' اس سے واضح معلوم ہوگیا کہ طلاق رجعی صرف دو بار ہے اگر شوہر نے دو طلاقوں کے بعد تیسری طلاق بھی دے دی یا تینوں طلاقیں اکٹھی دے دیں تو اس کی بیوی اس پر حرام ہوگئی۔ حلالہ شرعی کے بغیر رجوع کی کوئی گنجائش باقی نہ رہی یہ آیت اپنے اطلاق کے اعتبار سے اس صورت کو بھی شامل ہے کہ اسی مجلس میں تیسری طلاق دے دی یا دوسری مجلس میں یا تین اکٹھی طلاقیں دے دیں۔ لہٰذا آیت کے سیاق سے ثابت ہوا کہ ایک مجلس میں دی گئی تین طلاقیں، تین ہی ہوتی ہیں۔ ایک نہیں ہوتی۔

غیر مقلد کی پیش کردہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ والی روایت جس طرح مذکورہ بالا قرآن مجید کی آیات کے خلاف ہے اسی طرح یہ روایت احادیث صحیحہ کے خلاف بھی ہے۔

ہم نے کہا تھا کہ:

لغت عربي میں لفظ مرۃ کا معنی دفعۃ بعد دفعۃ ہے۔یعنی ایک کام کو کرنے کے بعد وقفہ کر کے پھر اس کام کو دوبارہ سر انجام دینا۔

اور یہی بات صاحب جلالین نے بھی کہی ہے جیسا کہ موصوف کی نقل کردہ عبارت سے واضح ہے

تفسیر جلالین والے نے لکھا ہے کہ " فإن طلقها الزوج بعد الثنتين فلا تحل له من بعد ..... الخ "

تو اگر خاوند اسے دو رجعی طلاقوں کے بعد طلاق دے دے تو وہ اسکے لیے حلال نہیں ہے حتی کہ کسی دوسرے مرد سے نکاح کرے۔

صاحب جلالین کی اس عبارت کو پیش کر کے موصوف نے لکھا ہے کہ " اس سے واضح معلوم ہو گیا کہ طلاق رجعی صرف دوبار ہے اگر شوہر نے دو طلاقوں کے بعد تیسری طلاق بھی دے دی یا تینوں اکٹھی دے دیں تو اسکی بیوی اس پر حرام ہو گئی۔"

موصوف کی اس عبارت میں " یا تینوں اکٹھی دے دیں " کی دلیل سابقہ آیت یا تفسیر جلالین میں موجود نہیں ہے۔

بلکہ جلالین والے نے تو واضح کر دیا ہے کہ دو طلاقوں کے بعد اگر تیسری طلاق دے تو وہ عورت اس پر حرام ہو گی۔جب کہ یہاں معاملہ تین اکٹھی طلاقوں کا ہے یکے بعد دیگر کا نہیں ہے۔اور ایک طلاق کے بعد دوسری اور دوسری کے بعد تیسری طلاق دے دی جائے تو اس بات پر کسی کو بھی انکار نہیں ہے کہ اسکے بعد مطلقہ بیوی اس شخص پر حرام ہو جاتی ہے۔اور یہی بات جلالین میں بھی ہے۔لیکن موصوف قادری صاحب نے دجل وفریب سے کام لیتے ہوئے کذب بیانی کی اور اپنی طرف سے " تینوں اکٹھی دے دیں " کے جملہ کا ایسا اضافہ کیا جس پر سابقہ آیت یا تفسیر میں کوئی دلیل بھی موجود نہیں ہے ۔

پھر موصوف نے اللہ تعالی پر اور قرآن پر بہتان باندھتے ہوئے سیدنا رکانہ رضی اللہ عنہ والی حدیث کو قرآن کے خلاف قرار دیا۔ جیسا کہ صفحہ کی آخری سطور سے واضح ہے ۔

جبکہ قرآن مجید میں بھی اللہ تعالی نے دو طلاقوں کا بیان فرمانے کے بعد تیسری طلاق کو علیحدہ بیان فرمایا ہے ۔ اور پھر جلالین نے اپنی تفسیر میں بھی اس بات کی وضاحت کی ہے کہ عورت حرام تب ہو گی جب دو رجعی طلاقوں کے بعد تیسری طلاق دی جائے ۔ نہ کہ تینوں اکٹھی دی جائیں ۔

پھر موصوف لکھتے ہیں :

(صفحہ نمبر3)

(1) صحیح بخاری وصحیح مسلم کی متفق علیہ حدیث ہے جس کو صحاح ستہ کے دیگر مؤلفین نے بھی روایت کیا ہے کہ حضرت عویمر رضی اللہ عنہ نے ایک مجلس میں تین طلاقیں دیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تین طلاقوں کو نافذ کر دیا۔جس کے الفاظ یہ ہیں۔ **فطلقها ثلاث تطليقات عند رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم فانفذه رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم.** (سنن ابوداؤد جلد ا صفحہ ۳۰۶ مطبوعہ مطبع مجتبائی لاہور)

پھر اسکے بعد موصوف نے صفحہ نمبر ۵ پر لکھا ہے کہ :

اگر کوئی شوہر اپنی غیر مدخول بہا (نکاح کے بعد جس سے مباشرت نہ کی گئی ہو) بیوی کو الگ الگ الفاظ سے تین طلاقیں دے ''وہ کہے کہ میں نے تجھے طلاق دی، میں نے تجھے طلاق دی، میں نے تجھے طلاق دی'' تو اس کی بیوی صرف پہلی طلاق سے بائنہ ہوگئی اور اس کا نکاح ٹوٹ گیا اس کے بعد اگر وہ اس سے رجوع کرنا چاہے تو شرعا کرسکتا ہے اس نے جب دوسری طلاق کے الفاظ کہے تو اس وقت نکاح ٹوٹ چکا تھا بیوی طلاق کا محل نہیں تھی لہذا دوسری اور تیسری طلاق واقع نہیں ہوئی۔ حضرت رکانہ رضی اللہ عنہ والی روایت کو مذکورہ مسئلہ کے مطابق محمول کرنا زیادہ درست ہے

اولا: موصوف کی مؤخر الذکر عبارت سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ موصوف اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ جب عورت مرد پر حرام ہو چکی ہو تو اسکے بعد اسکا طلاق دینا کسی طور پر بھی مؤثر نہیں ہوتا ہے۔

لہذا موصوف کا سنن ابی داود والی روایت سے استدلال کرنا سراسر دجل وفریب اور مکاری وعیاری پر مبنی ہے کیونکہ وہ حدیث لعان کے بارہ میں ہے کہ جب عویمر عجلانی رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی سے لعان کیا اور اسکی بیوی نے بھی اسکے بعد لعان کیا تو پھر عویمر نے اسے تین طلاق کہہ دیں۔ جبکہ عویمر کی بیوی لعان کی وجہ سے ہی بائنہ ہو چکی تھی۔

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں   لو خود ہی اپنے دام میں صیاد آگیا

ثانیا: حدیث میں الفاظ ہیں" **فأنفذه رسول الله صلى الله عليه وسلم** " جن کا ترجمہ یہ بنتا ہے "تو رسول اللہ ﷺ نے اسے نافذ کر دیا" یہاں سے موصوف نے دجل ومکر کرتے ہوئے یہ مراد لیا ہے کہ تینوں طلاقوں کو نافذ کر دیا جبکہ " فأنفذه " میں ضمیر واحد مذکر کی ہے اور " تطلقیقات" جمع مؤنث کا لفظ ہے۔ لہذا "**فأنفذه**" میں موجود ضمیر "ہ" کو "**تطليقات**" کی طرف لوٹانا جہالت وضلالت کی بین دلیل ہے۔ اس ضمیر کا اصل مرجع " **لعان** " ہے۔ جو کہ واحد مذکر ہے۔

ملاحظہ فرمائیں:

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ الْوَرْكَانِيُّ أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ يَعْنِي ابْنَ سَعْدٍ عَنْ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ فِي خَبَرِ الْمُتَلَاعِنَيْنِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبْصِرُوهَا فَإِنْ جَاءَتْ بِهِ أَدْعَجَ الْعَيْنَيْنِ عَظِيمَ الْأَلْيَتَيْنِ فَلَا أُرَاهُ إِلَّا قَدْ صَدَقَ وَإِنْ جَاءَتْ بِهِ أُحَيْمِرَ كَأَنَّهُ وَحَرَةٌ فَلَا أُرَاهُ إِلَّا كَاذِبًا قَالَ فَجَاءَتْ بِهِ عَلَى النَّعْتِ الْمَكْرُوهِ حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ خَالِدٍ الدِّمَشْقِيُّ حَدَّثَنَا الْفِرْيَابِيُّ عَنْ الْأَوْزَاعِيِّ عَنْ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ بِهَذَا الْخَبَرِ قَالَ فَكَانَ يُدْعَى يَعْنِي

الْوَلَدَ لأُمِّهِ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْفِهْرِيِّ وَغَيْرِهِ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ فِي هَذَا الْخَبَرِ قَالَ فَطَلَّقَهَا ثَلاثَ تَطْلِيقَاتٍ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَنْفَذَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ مَا صُنِعَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُنَّةٌ قَالَ سَهْلٌ حَضَرْتُ هَذَا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَضَتْ السُّنَّةُ بَعْدُ فِي الْمُتَلاعِنَيْنِ أَنْ يُفَرَّقَ بَيْنَهُمَا ثُمَّ لا يَجْتَمِعَانِ أَبَدًا۔

(سنن أبي داود كتاب الطلاق باب في اللعان ح ٢٢٤٨)

صحیح بخاري میں یہی حدیث ان الفاظ کے ساتھ آئی ہے :

حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانَ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ هِلالَ بْنَ أُمَيَّةَ قَذَفَ امْرَأَتَهُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَرِيكِ ابْنِ سَحْمَاءَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَيِّنَةَ أَوْ حَدٌّ فِي ظَهْرِكَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِذَا رَأَى أَحَدُنَا عَلَى امْرَأَتِهِ رَجُلاً يَنْطَلِقُ يَلْتَمِسُ الْبَيِّنَةَ فَجَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الْبَيِّنَةَ وَإِلَّا حَدٌّ فِي ظَهْرِكَ فَقَالَ هِلالٌ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ إِنِّي لَصَادِقٌ فَلَيُنْزِلَنَّ اللَّهُ مَا يُبَرِّئُ ظَهْرِي مِنْ الْحَدِّ فَنَزَلَ جِبْرِيلُ وَأَنْزَلَ عَلَيْهِ وَالَّذِينَ يَرْمُونَ أَزْوَاجَهُمْ فَقَرَأَ حَتَّى بَلَغَ إِنْ كَانَ مِنْ الصَّادِقِينَ فَانْصَرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَرْسَلَ إِلَيْهَا فَجَاءَ هِلالٌ فَشَهِدَ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ أَنَّ أَحَدَكُمَا كَاذِبٌ فَهَلْ مِنْكُمَا تَائِبٌ ثُمَّ قَامَتْ فَشَهِدَتْ فَلَمَّا كَانَتْ عِنْدَ الْخَامِسَةِ وَقَّفُوهَا وَقَالُوا إِنَّهَا مُوجِبَةٌ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَتَلَكَّأَتْ وَنَكَصَتْ حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهَا تَرْجِعُ ثُمَّ قَالَتْ لا أَفْضَحُ قَوْمِي سَائِرَ الْيَوْمِ فَمَضَتْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبْصِرُوهَا فَإِنْ جَاءَتْ بِهِ أَكْحَلَ الْعَيْنَيْنِ سَابِغَ الأَلْيَتَيْنِ خَدَلَّجَ السَّاقَيْنِ فَهُوَ لِشَرِيكِ ابْنِ سَحْمَاءَ فَجَاءَتْ بِهِ كَذَلِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْلا مَا مَضَى مِنْ كِتَابِ اللَّهِ لَكَانَ لِي وَلَهَا شَأْنٌ

(صحيح بخاري كتاب التفسير باب ويدرأ عنها العذاب أن تشهد أربع شهادات بالله ... ح ٤٧٤٧)

اس حدیث کا خلاصہ کلام یہ ہے کہ عویمر عجلانی رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی کو کسی غیر مرد کے ساتھ زنا کرتے دیکھا اور انکے پاس گواہ موجود نہ تھے ۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر کہنے لگے کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کے ساتھ کسی شخص کو دیکھے اور اسکے پاس گواہ بھی نہ ہوں تو وہ کیا کرے تو اللہ تعالی نے لعان والی آیات نازل فرما دیں ۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عویمر

اور اسکی بیوی کو بلایا اور اللہ تعالی کے بتائے گئے طریقے مطابق لعان کروایا۔ اور لعان کے بعدجب عویمر کی بیوی نے بھی پانچوں قسمیں کھالیں تو عویمر نے اسے تین طلاقیں دے دیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لعان کو نافذ فرما دیا اور قانون بن گیا کہ لعان کرنے والے میاں بیوی دوبارہ کبھی اکٹھے نہیں ہوسکیں گے ۔

یہ مختصر واقعہ ہے کہ جسے ہمارے ممدوح قادری صاحب طلاق ثلاثہ پر فٹ کر رہے ہیں

ع..................... اس فقاہت پہ کون مر نہ جائے اے خدا ...

موصوف مزید رقمطراز ہیں :

(2) حدیث شریف ہے اخبر رسول اللہ ﷺ عن رجل طلق امرأته ثلث تطليقات جميعاً فقام غضبانا ثم قال ايلعب بكتاب الله وانا بين اظهركم حتى قام رجل وقال يا رسول الله (ﷺ) الا اقتله ؟ (سنن نسائی جلد۲ صفحہ۹۹ مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان) حضرت محمود بن لبید رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو یہ خبر دی گئی کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو بیک وقت تین طلاقیں دے دیں ہیں آپ ﷺ غصہ سے کھڑے ہوگئے اور فرمایا ''میرے سامنے اللہ کی کتاب کو کھیل بنایا جا رہا ہے؟ حتی کہ ایک شخص نے کھڑے ہوکر کہا: یا رسول اللہ ﷺ! کیا میں اس کو قتل نہ کر دوں؟'' لہذا معلوم ہوا اگر بیک وقت دی گئی تین طلاقوں کے نافذ ہونے کا عہد رسالت ﷺ میں معمول نہ ہوتا بلکہ تین طلاقوں سے ایک طلاق مراد لینے کا معمول ہوتا (جیسا کہ غیر مقلدین کہتے ہیں) تو رسول اللہ ﷺ اس قدر ناراض ہوکر ہرگز کھڑے نہ ہوتے بلکہ فرما دیتے کہ بیک وقت دی گئی تین طلاقیں ایک طلاق ہوتی ہے۔ جبکہ رسول اللہ ﷺ نے ایسا ہرگز ہرگز نہیں فرمایا بلکہ اس پر سخت غصے کا اظہار فرماتے ہوئے کھڑے ہوگئے اور اسے کتاب اللہ کے ساتھ کھیل سے تعبیر فرما کر واضح کر دیا کہ بیک وقت ایک مجلس میں دی گئی تین طلاقیں، تین ہی ہوتی ہیں ایک طلاق نہیں ہوتی۔

تو ملاحظہ فرمائیں کہ اس حدیث میں بیک وقت تین طلاقیں دینے والے سے رسول اللہ ﷺ نے سخت ناراضگی کا اظہار تو فرمایا ہے لیکن انہیں تین ہی قرار نہیں دیا۔

جبکہ ہمارے ممدوح قادری صاحب اپنے دجل وفریب کا جال پھیلاتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی بہتان باندھ رہے ہیں کہ " واضح کر دیا کہ بیک وقت ایک مجلس میں دی گئی تین طلاقیں ، تین ہی ہوتی ہیں ایک نہیں " جبکہ رسول اللہ ﷺ نے اسے تین ہی شمار نہیں فرمایا ہے ۔ حدیث میں کہیں پر بھی ان تین طلاقوں کو تین قرار دینے کے الفاظ موجود نہیں ہیں ۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ ایک ہی مجلس میں تین طلاقوں پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شدید ناراضگی کا اظہار فرمایا ہے ۔ جو کہ اس بات پر دلیل ہے کہ آپ ﷺ ایک ہی مجلس میں تین طلاقوں کو شدید ناپسند فرماتے تھے ۔ اور آپ ﷺ نے

اسے کتاب اللہ کے ساتھ کھیل قرار دیا ہے ۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مبارکہ میں ایک مجلس کی تین طلاقوں کو ایک ہی طلاق قرار دیا جاتا تھا وگرنہ ناراض ہونے کی کوئی ضرورت نہ تھی ۔ ناراضگی کا سبب یہ تھا کہ ایک ہی مجلس میں ایک طلاق کہنے سے بھی ایک ہی ہوتی ہے اور تین کہنے سے بھی ایک ہی ہوتی ہے تو تین تین کیوں کہی جا رہی ہیں ۔ اور اگر تین طلاق کہنے کا یہ فائدہ ہوتا کہ عورت بائنہ ہو جاتی تو ناراضگی کی چنداں ضرورت نہ تھی ۔ خوب سمجھ لیں ۔

اسکے بعد موصوف لکھتے ہیں :

(3) متفق علیہ حدیث ہے بخاری شریف کے الفاظ یہ ہیں ۔عن نافع كان ابن عمر رضي الله عنهما اذا سئل عمن طلق ثلاثا قال لوطلقت مرة او مرتين فان النبي ﷺ امرني بهذا فان طلقها ثلاثا حرمت حتى تنكح زوجا غيره (بخاری شریف صفحہ ۷۹۲ حدیث نمبر ۲۴۱۶ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی) ترجمہ: نافع سے مروی ہے ''کہ حضرت (عبداللہ) ابن عمر رضی اللہ عنہما سے جب تین طلاقیں دینے والے کے بارے میں سوال کیا جاتا تو فرماتے کاش کہ تو ایک یا دو طلاقیں دیتا اس لیے کہ نبی ﷺ نے مجھے اس (یعنی ایک طلاق دینے کے بعد رجوع) کا حکم دیا پس اگر اپنی عورت کو تین طلاقیں دے دے تو وہ حرام ہوگئی یہاں تک کہ وہ اس کے علاوہ کسی اور شوہر سے نکاح کرے''۔ صحیح مسلم میں اس حدیث کو ان الفاظ سے ذکر کیا گیا ہے۔وان كنت طلقتها ثلاثا فقد حرمت عليك حتى تنكح زوجا غيرك وعصيت الله فيما امرك من طلاق امرأتك (صحیح مسلم جلد ۱ صفحہ ۴۷۶ حدیث نمبر ۳۵۴۸ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی) ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ

(صفحہ نمبر 4)

عنہما نے (تین طلاقیں دینے والے شخص کو مخاطب کر کے) فرمایا ''کہ اگر تو نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں ہیں تو بیوی تم پر حرام ہوگئی حتی کہ وہ تمھارے علاوہ کسی اور شوہر سے نکاح کرے اور اللہ تعالیٰ نے تمہیں طلاق دینے کا جو طریقہ بتایا تھا تم نے اس طرح کر کے اس کی نافرمانی کی ہے''۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا یہ فرمانا صرف اس لیے تھا کہ ایک یا دو رجعی طلاقوں کے بعد تو رجوع کر سکتے ہیں ۔لیکن اگر کوئی اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دے تو تین کے بعد رجوع نہیں کیونکہ وہ اس پر حرام ہوگئی ۔لہذا اگر تین طلاقیں ایک ہوتی تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اس کی ضرور وضاحت فرماتے جبکہ آپ نے صراحت فرمادی کہ تین طلاقوں کے بعد بیوی اس پر حرام ہوگئی اب رجوع نہیں ہوسکتا۔

تو عرض ہے کہ ہمیں اس بارہ میں کوئی اختلاف نہیں کہ تین طلاقوں کے بعد بیوی اس مرد پر حرام ہو جاتی ہے ہمارا اختلاف موصوف قادری صاحب کے ساتھ "**ایک مجلس کی تین طلاق**" کے بارہ میں ہے۔ جبکہ اس روایت میں ایک ہی مجلس میں تین طلاق کو تین قرار دینے کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ تین طلاقوں کے بعد وہ عورت اس پر حرام ہو جاتی ہے اور بھی یہی کہتے ہیں کہ اگر کوئی مرد اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیتا ہے تو وہ عورت اس مرد پر حرام ہو جاتی ہے۔ لیکن تین طلاقیں اگر بیک وقت بیک زباں ایک ہی مجلس میں دی جائیں گی تو صرف ایک ہی طلاق واقع ہو گی۔

ہمارے ممدوح قادری صاحب نے اوراق کی ضخامت بڑھانے اور ان پر سیاہی ملنے کے لیے غیر متعلقہ دلائل کا انبار لگا دیا ہے۔ انہیں چاہیے تھا کہ کوئی ایک ایسی دلیل نقل فرماتے جس سے معلوم ہوتا کہ رسول اللہ ﷺ ایک مجلس کی تین طلاق کو تین ہی شمار کرتے تھے لیکن موصوف ایسا کرنے سے بالکل قاصر رہے ہیں۔

چوتھی دلیل کے طور پر لکھتے ہیں:

> (4) حضرت امام ابوعبداللہ مؤلف ابن ماجہ نے طلاقِ ثلاثہ کے بارے باقاعدہ باب باندھ کر حدیث ذکر کی ہے۔ فرماتے ہیں۔**باب من طلق ثلاثا فی مجلس واحد** اس کے تحت حدیث ذکر کی ہے۔**عن عامر الشعبی قال قلت لفاطمة بنت قیس حدثنی عن طلاقک قالت طلقنی زوجی ثلاثا وھو خارج الی الیمن فاجاز ذلک رسول الله** ﷺ (سنن ابن ماجہ صفحہ ۱۴۷ مطبوعہ کراچی) حضرت عامر شعبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت فاطمہ بن قیس نے اپنی طلاق کے بارے میں مجھے بتایا، ''اس نے کہا کہ مجھے میرے شوہر نے تین طلاقیں اس وقت دیں تھیں جب وہ یمن کو روانہ ہو رہے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے ان (تین طلاقوں) کو نافذ کر دیا'' اس حدیث سے بھی یہ واضح ہو گیا کہ ایک مجلس میں دی گئی تین طلاقیں، تین ہی ہوتی ہیں ایک طلاق نہیں ہوتی۔

یہ حدیث پایہء ثبوت کو نہیں پہنچتی اس کی سند میں **اسحاق بن أبی فروہ** نامی راوی متروک الحدیث ہے۔

امام بخاری، علی بن المدینی، أبو زرعہ الرازی اور **عمر بن الفلاس رحمھم اللہ** نے اسے **متروک الحدیث** قرار دیا ہے۔ اور **امام یحیی بن معین رحمہ اللہ** نے اسے کذاب کہا ہے۔ اور **امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ** فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک اس سے روایت کرنا ہی حلال نہیں ہے۔

ایسی ضعیف ترین روایت پیش کرتے ہوئے کچھ تو شرم کرنی چاہیے تھی۔ لیکن ہمارے ممدوح نے اس قسم کی سخت ترین ضعیف اور کمزور روایت پیش کرکے اس بات کا ثبوت دیا ہے کہ انکے پاس کوئی ٹھوس دلیل موجود نہیں ہے کہ جس سے وہ ایک مجلس کی تین طلاقوں کو تین ہی ثابت کر سکیں۔ صرف غیر متعلقہ غیر صریح اور من گھڑت دلائل سے صفحات کالے کرکے یہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ ہم نے حق کو چھپا لیا ہے۔ اور پھر مسلسل اللہ تعالی اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر بہتان باندھتے ہوئے انکی طرف ایسی باتیں منسوب کرتے ہوئے کہ جو انہوں نے نہیں کہی ہیں اللہ تعالی کے غضب کو دعوت دے رہے ہیں اور رسول

اللہ ﷺ کی زبانی ملعون عمل حلالہ کی طرف دعوت دے رہے ہیں جو کہ سراسر زناکاری ہے۔ انہیں زنا کی دعوت دیتے ہوئے اللہ سے ڈرنا چاہیے اور کچھ شرم وحیا سے کام لینا چاہیے۔ رافضی شیعہ لوگوں نے متعہ کو ثواب کا کام قرار دے کر عارضی نکاحوں کے ذریعہ زنا کا بازار گرم کر رکھاہے تو کوفی مقلدین نے حلالہ جیسے شنیع وقبیح کام کے لیے حلالہ سنٹر کھول کر زناکاری کو مدارس و مساجد میں داخل کیا ہوا ہے۔ **الامان والحفیظ**۔

اسکے بعد موصوف لکھتے ہیں :

غیر مقلد کی پیش کردہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنھما والی روایت چونکہ قرآن مجید، احادیث صحیحہ اور آثارِ صحابہ کی صراحت کے خلاف ہے اس لیے یہ روایت شاذ، معلل اور استدلال سے خارج ہے۔ نیز یہ یاد رہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنھما خود اس روایت کے خلاف فتویٰ دیتے تھے کہ ایک مجلس میں دی گئی تین طلاقیں واقع ہوجاتی ہیں اس کے متعلق حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنھما سے یہ تصور نہیں کیا جاسکتا کہ وہ نبی کریم ﷺ سے ایک چیز روایت کریں اور خود اس کے خلاف فتویٰ دیں لہذا یہ روایت شاذ ہے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنھما کی طرف اس روایت کو منسوب کرنے میں راوی مسمیٰ طاؤس کو وہم ہوا ہے لہذا یہ روایت طاؤس راوی کے وہم پر محمول کی جائے گی اور صحیح نہیں ہے۔ (فتح الباری شرح بخاری جلد ۹ صفحہ ۳۶۳ مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور، سنن کبریٰ ۳۳۷ مطبوعہ نشر السنۃ ملتان) غیر مقلدین کے مشہور عالم قاضی شوکانی نے بھی اس روایت کے شاذ ہونے کا اعتراف کیا ہے۔ قاضی شوکانی اپنی کتاب نیل الاوطار میں لکھتے ہیں کہ امام احمد بن حنبل نے فرمایا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے تمام شاگردوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے طاؤس کے برخلاف روایت کیا ہے۔ (نیل الاوطار جلد ۸ صفحہ ۲۴ مطبوعہ مکتبہ الکلیات الازہریہ قاہرہ ۱۳۹۸ھ بحوالہ شرح مسلم" علامہ غلام رسول سعیدی جلد ۳ صفحہ

تو اسکے بارہ میں عرض ہے کہ یہ صحیح مسلم کی روایت ہے اور صحیح بخاری و مسلم کی تمام تر روایت کے صحیح ہونے پر امت کا اجماع ہے۔ اورآج بخاری و مسلم کی روایت کو شاذ یا ضعیف کہنا آسمان پر تھوکنے کے مترادف ہے جو تھوکنے والے کے اپنے ہی منہ پر آتا ہے۔ اور ضعف عقل وعلم پر دلالت کرتا ہے۔

یہ حدیث صحیح ہے اور اس بارہ میں نہایت ہی صریح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت کے ابتدائی دو سال تک ایک مجلس کی تین طلاق کو ایک ہی شمار کیا جاتا تھا اور اس پر اجماع تھا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے وقتی طور پر بطور سزا ایک ہی مجلس کی تین طلاقوں کو تین قرار دینے کا حکم صادر فرمایا تھا اور انکا یہ حکم سیاسی اور تہدیدی تھا شرعی نہ تھا جسکا اعتراف خود علمائے احناف بھی کر چکے ہیں :

جیسا کہ فقہ حنفي کي مشہور کتاب حاشیۃ الطحطاوي علي الدر المختار ۶/۵۱۱ جامع الرموز ۱/۵۰۶ مجمع الأنھر شرح ملتقي الأبحر میں بھي لکھا ہے کہ: واعلم أنّ في الصدر الأول إذا أرسل الثلاث جملة لم یحکم إلا بوقوع واحدة إلي زمن عمر رضي الله عنه ثم حکم بوقوع الثلاث لکثرته بین الناس تھدیدًا

ترجمہ: اسلام کے ابتدائي دور سے لیکر سیدنا عمر رضي الله عنه کے دور خلافت تک جب اکٹھي تین طلاقیں بھیجی جاتیں تو ان پر ایک طلاق کا حکم لگایا جاتا پھر جب یہ عادت لوگوں میں زیادہ ہو گئي تو پھر تہدیدي طور پر تین طلاقوں کا حکم لگا دیا گیا۔

اور یاد رہے کہ آج تک جن لوگوں نے بھی صحیح بخاری یا صحیح مسلم کی روایات پر اعتراض کیا ہے ان معترضین کو ترکی بترکی جواب بھی ساتھ ہی دے دیا گیا ہے۔ اور بالآخر وہ یہ بات ماننے پر مجبور ہوئے ہیں صحیح بخاری و صحیح مسلم کی تمام تر روایات صحت کے اعلی ترین درجہ پر ہیں۔

لہذا ہمارے ممدوح کا صحیح مسلم کی اس حدیث پر اعتراض کرنا انکے فہم و عمل کے فقدان اور غیر فقیہہ ہونے پر روز روشن کی طرح دلالت کرتا ہے۔

پھر موصوف اپنی جہالت پر ایک اور دلیل رقم کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

> اسی طرح غیر مقلد مولوی کا حضرت رکانہ رضی اللہ عنہ والی روایت (جس میں یہ کہا گیا ہے کہ حضرت رکانہ رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی کو ایک مجلس میں تین طلاقیں دے دیں تو آپ ﷺ نے فرمایا اے رکانہ یہ ایک طلاق واقع ہوئی ہے اگر تو رجوع کرنا چاہتا ہے تو رجوع کر لے تو حضرت رکانہ رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی سے رجوع کر لیا) سے ایک مجلس میں دی گئی تین طلاقوں کو ایک قرار دینے کا استدلال کرنا بھی درست نہیں۔ حضرت رکانہ رضی اللہ عنہ والی روایت کی سند میں بعض راوی مجہول ہیں جس کا اعتراف غیر مقلدین کے بہت بڑے عالم شیخ ابن حزم نے بھی کیا ہے۔ ابن حزم اس روایت کے بارے لکھتے ہیں۔ ھذا لا یصح لانه عن غیر مسمی من بنی ابی رفع ولا حجة فی مجھول۔ (المحلی جلد ۱۰ صفحہ ۱۶۸ مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیر یہ ۱۳۵۲ھ بحوالہ شرح صحیح مسلم "علامہ غلام رسول سعیدی" جلد ۳ صفحہ ۱۰۳۳) ترجمہ: "یہ حدیث صحیح نہیں کیونکہ ابو رافع کی اولاد میں سے جس شخص سے یہ روایت ہے اس کا نام نہیں لیا گیا اور مجہول راوی کی روایت دلیل نہیں ہو سکتی"۔
>
> بعض حضرات نے اس روایت کے بارے کہا ہے کہ یہ روایت غیر مدخول بہا عورت کے بارے ہے اس لیے کہ شرعی **مسئلہ** ہے۔

موصوف کی یہ عبارت انکے فن حدیث سے جاہل ہونے پر اور پھر اہل ذکر سے سوال نہ کرنے کی بناء پر احمق ہونے پر بھی دلالت کرتی ہے۔ کیونکہ یہی حدیث مسند احمد میں بایں طور موجود ہے:

حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ حَدَّثَنِي دَاوُدُ بْنُ الْحُصَيْنِ عَنْ عِكْرِمَةَ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ طَلَّقَ رُكَانَةُ بْنُ عَبْدِ يَزِيدَ أَخُو الْمُطَّلِبِ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا فِي مَجْلِسٍ وَاحِدٍ فَحَزِنَ عَلَيْهَا حُزْنًا شَدِيدًا قَالَ فَسَأَلَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ طَلَّقْتَهَا قَالَ طَلَّقْتُهَا ثَلَاثًا قَالَ فَقَالَ فِي مَجْلِسٍ وَاحِدٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَإِنَّمَا تِلْكَ وَاحِدَةٌ فَارْجِعْهَا إِنْ شِئْتَ قَالَ فَرَجَعَهَا فَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَرَى أَنَّمَا الطَّلَاقُ عِنْدَ كُلِّ طُهْرٍ

اور اسکے تمام تر رواۃ ثقہ ہیں اور اسکی سند میں بنی ابی رافع کا تذکرہ ہی نہیں ہے ۔ اور میں نے اسی لیے مسند احمد کی اس حدیث کا حوالہ دیا تھا جسکی سند صحیح ہے ۔ مگر موصوف نے مسند احمد سے رجوع کرنے کی بجائے جو رطب ویابس ملا اسے جمع کر کے رکھ دیا۔ انکی اس ادا پر ہم تو یہی کہہ سکتے ہیں کہ :

آپ خود ہی اپنی اداؤں پہ ذرا کریں ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہو گی

اور ویسے بھی ہمارے ممدوح کو کچھ شرم کرنا چاہیے اور ان بیہودہ عادتوں پہ ڈوب مرنا چاہیے ۔

آخر میں موصوف نے کچھ آثار نقل فرمائے ہیں کہ جو انکے اپنے نزدیک بھی حجت نہیں ہیں ۔ کیونکہ ہمارے ممدوح کے اکابرین کی تمام تر اصول فقہ کی کتابوں میں یہ بات درج ہے کہ ماخذ شریعت صرف چار ہیں : کتاب اللہ ، سنت رسول ﷺ ، اجماع امت ، اور قیاس صحیح ۔ جبکہ یہ اقوال و آثار صحابہ و تابعین نہ تو کتاب اللہ ہیں اور نہ ہی سنت رسول اللہ ﷺ ہیں اور نہ ہی اجماع امت ہیں اور نہ ہی قیاس صحیح ہیں ۔

کم از کم اتنی تو شرم کر لیتے کہ اپنے اکابرین وائمہ کی تقلید کا پٹہ تو گلے میں رہنے دیتے اور مآخذ شریعت میں پانچویں اور چھٹی چیز یعنی صحابہ اور تابعین کے اقوال تو شامل نہ کرتے ۔ ہمارے ممدوح حدیث دشمنی میں اتنے دیوانے ہوئے ہیں کہ انہوں نے وجد میں آکر تقلید کا پٹہ بھی گلے سے اتار پھینکا ہے ۔اور مجتہد اور اصولی بنتے ہوئے مآخذ شریعت میں دو چیزوں کا اضافہ کر بیٹھے ہیں ۔ اسے کہتے ہیں کہ " اندھے کو اندھیرے میں بہت دور کی سوجھی "

الغرض جب یہ اقوال مآخذ شریعت ہی نہیں ہیں اور دین میں حجت ہی نہیں تو انہیں پیش کرنا بھی کج بحثی اور کج فہمی اور جہالت و ضلالت کی دلیل ہے ۔

نتیجہ یہ نکلا کہ ایک مجلس کی تین طلاق کو تین ہی شمار کرنا کتاب وسنت اور اجماع امت کے خلاف ہے ۔

اور ایک مجلس کی تین طلاق کو ایک ہی شمار کرنا رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اجماع سے ثابت ہے ۔

وکتبہ

ابو عبد الرحمن محمد رفیق طاہر
مدرس جامعہ دار الحدیث محمدیہ ملتان